

حلال و حرام کا روبرو

شرعیّت کی روشنی میں

www.KitaboSunnat.com

فضیلہ شیخ فاطمہ علیہ السلام ابن محمد رحمہ اللہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ

معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

حلال و حرام کا روبرو

تالیف

فضیلہ الاسلامیہ
مفتی عبدالرشید



www.KitaboSunnat.com

دارالانوار

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

حلال و حرام کا ربار

تالیف

فیروزہ بی بی

تعداد..... گیارہ سو

اشاعت اول..... مارچ 2004

ناشر..... دارالانوار

قیمت.....

ملے کا پتہ

مہلیک روڈ، چوڑی لائن لاہور

دارالانوار

فون: 7230540-7231900

کمائی کے حلال اور حرام ذرائع

- 9 حرام کمائی کی صورتیں ❁
- 10 حرام سے پرہیز ❁
- 12 حرام کی ایک قبیح شکل۔ سود ❁
- 15 مدت پر سود ❁
- 17 بنکوں کا موجودہ کاروبار ❁
- 20 کاروبار کا اسلامی طریقہ ❁
- 21 جنس کے بدلے صرف نقد جنس ❁
- 23 نوٹ اور سود ❁
- 28 سودی نظام سے بچنے کا واحد حل ❁
- 30 قسطوں کا مسئلہ ❁
- 32 حرام کی ایک اور صورت ❁
- 34 کوئی چیز قبضے میں کیے بغیر بیچنا حرام ہے ❁
- 36 بت فروشی کی نئی صورتیں ❁

عرض ناشر

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى أَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ أَمَّا بَعْدُ!

اشیائے خورد و نوش انسان کی بنیادی ضروریات میں خاص اہمیت کی حامل ہیں۔ شریعت مطہرہ نے ان کے حصول اور استعمال کے سلسلہ میں حلال و حرام کی تعلیمات کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔ کیونکہ جہاں اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان کے تصرف میں آنے والی اشیاء حلال، پاک صاف اور طیب ہوں وہیں اسلام کی منشاء یہ بھی ہے کہ ان اشیاء کے حصول کے طریقے بھی جائز اور درست ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے جو کما یا ہے وہ حلال ہے یا حرام۔“ (بخاری)

آج اگر ہم اپنے گرد و پیش پر نگاہ دوڑائیں تو عوام الناس کی اکثریت اس احساس سے عاری نظر آتی ہے کہ ان کے منہ میں جانے والا لقمہ حلال ہے یا حرام اور یہ کن ذرائع سے حاصل ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کا تذکرہ فرمایا: ”جو لمبی مسافت طے کر کے آتا ہے، غبار اور گرد سے انا ہوا ہے اور اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلا کر کہتا ہے۔ اے میرے رب! حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے اور وہ حرام پر ہی پلا ہے تو ایسے شخص کی دعا کیوں کر قبول ہو سکتی ہے۔“ (مسلم)

زیر نظر کتاب ”حلال و حرام کاروبار شریعت کی نظر میں“ میں محترم حافظ عبدالسلام بن محمد ﷺ نے انہی امور پر بحث کی ہے۔ ہر بھائی کے لیے بہتر ہے کہ اس کتاب کا مطالعہ کرے، اپنا محاسبہ کرے اور اصلاح کر لے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آپ کا بھائی

سیف اللہ خالد

مدیر دارالاندلس

کمائی کے حلال اور حرام ذرائع

﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ كُلُّوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ (۱)

حلال کمائی کے تمام ذرائع کا شمار کرنا تو مشکل ہے البتہ اصولی بات یہ ہے کہ جن چیزوں سے شریعت نے منع کیا ہے وہ حرام ہیں اور جن سے منع نہیں فرمایا وہ سب حلال ہیں۔

مختصراً حلال کمائی کے بڑے بڑے ذرائع چار ہیں:

① ہاتھ سے کام کرنا۔ ② اجرت پر کام کرنا۔ ③ تجارت۔ ④ زراعت۔

ہاتھ سے کام کرنے کی فضیلت کے متعلق صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا:

«مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلٍ يَدَيْهِ»

(۱) البقرہ: ۲/۱۶۸

وَإِنَّ نَبِيَّ اللَّهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ» (۲)
 ”کسی شخص نے کبھی اس سے بہتر کھانا نہیں کھایا کہ وہ اپنے ہاتھوں کے کام سے کھائے اور اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کام سے کھایا کرتے تھے۔“

جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے کفار کا مال، مال غنیمت کی صورت میں حاصل ہو تو وہ بھی ہاتھ کی پاکیزہ ترین کمائی ہے۔ اجرت پر کام کرنا بھی انبیاء کی سنت ہے اور اس کی پیشہ صورتیں ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے دس سال اجرت پر بکریاں چرائیں۔ صحیح بخاری میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ”کوئی پیغمبر ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ کسی نے دریافت کیا کہ آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں میں بھی اہل مکہ کی بکریاں چند قیراطوں پر چرایا کرتا تھا۔“ (۳)

آپ ﷺ کی پرورش کرنے والے ابوطالب غریب آدمی تھے۔ بچوں کا بھی بوجھ تھا۔ انہوں نے بچپن میں ہی رسول اللہ کو اجرت پر کسی کی بکریاں چرانے پر لگا دیا۔ اس آمدنی سے وہ آپ کی پرورش بھی کرتے اور خود بھی فائدہ اٹھاتے۔ نبی ﷺ نے کیسی بات فرمائی ترمذی میں حدیث ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”جس نے مجھ پر کوئی احسان کیا تھا، میں نے سب کے احسانات کا بدلہ دے

(۲) صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عملہ بیذہ: ۲۰۷۲۔

(۳) صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب رعی الغنم علی قراریط: ۲۲۶۲۔ ابن

ماجہ، کتاب التجارات، باب الصناعات: ۲۱۸۳۔

دیا ہے۔ صرف ایک شخص ہے جس کے احسانات کا بدلہ میں نہیں دے سکا، وہ ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ، اس کے احسان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ عزوجل ہی دے گا۔“ (۴)

ابوطالب کے احسان کا بدلہ بھی رسول اللہ ﷺ نے دے دیا تو اجرت پر کام کرنا سنت ہے۔ اسی طرح تجارت کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ زراعت کی فضیلت بھی رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ آدم علیہ السلام زراعت کرتے تھے بلکہ انہیں تو سارے کام خود ہی کرنے پڑتے تھے۔ بہر حال میں نے مختصراً حلال کمائی کی چند بنیادیں عرض کر دی ہیں۔ اس وقت میرا مقصد یہ نہیں کہ حلال ذرائع کی تفصیلات بیان کروں۔ زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ انسان کو معلوم ہو جائے کہ کون سی چیزیں حرام ہیں تاکہ وہ ان سے بچے۔

میرے بھائیو! حرام کی اتنی شامت اور اتنی نحوست ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں دعا قبول ہونے سے انسان محروم ہو جاتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو دیا ہے۔ مومنوں کو فرمایا:

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ كَفَرُوا كَالْغَيْظِ الْمُنْتَمِرِ﴾ (۵)

”اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمہیں دی ہیں۔“

(۴) ترمذی، کتاب المناقب: ۳۶۶۱۔

(۵) البقرہ: ۱۷۲/۲۔

اور پیغمبروں کو حکم دیا:

﴿يَتَأْتِيهَا الرُّسُلُ كُلُّوْا مِنَ الطَّيِّبَاتِ﴾ (٦)

”اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے۔“

مومنوں کو بھی حکم ہے کہ پاکیزہ اور حلال چیزیں کھاؤ اور پیغمبروں کو بھی یہی حکم ہے۔ پھر آپ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو بہت لمبا سفر کرتا ہے۔ سر کے بال بکھرے ہوئے گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے۔ (اور یہ مسکینی اور سفر کی حالت دعا کی قبولیت کا باعث ہے حالت جنسی پراگندہ ہو اور آدمی جتنی عاجزی سے اللہ سے دعا کرے گا، اتنی ہی اللہ کی رحمت زیادہ جوش میں آتی ہے۔ اور وہ آدمی کہتا ہے یا رب! یا رب اے میرے پروردگار! اے میرے پروردگار!

«وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَعُغْدِي

بِالْحَرَامِ فَأَنِّي يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ» (٧)

”فرمایا اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام اور اس کا پینا حرام اور اس کا پہننا حرام ہے اور اسے حرام غذا دی گئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔“

معلوم ہوا کہ حرام کی شامت یہ ہے کہ اس کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی تو

(٦) المؤمنون: ٥١/٢٣۔

(٧) صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب: ١٠١٥۔

دوسرے اعمال کی قبولیت کا آپ خود ہی اندازہ کر لیں، زکوٰۃ جو حرام مال سے ہونج جو حرام مال سے کیا جائے، روزہ جو حرام مال سے رکھا جائے، اور حرام سے افطار کیا جائے، اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ کس طرح حاصل کر سکتے ہیں؟ اس کے علاوہ جب انسان اللہ تعالیٰ کی منع کردہ چیزیں کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں سے محروم کر دیتے ہیں۔ ہمارے ماں باپ آدم و حوا علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے پودے کے قریب جانے سے منع فرمایا تھا۔ وہ بھول کر اسے کھا بیٹھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ لباس اتر گیا، بے پردہ ہو گئے۔ بعد میں بے شک تو بہ قبول ہو گئی مگر جنت سے نکلنا ہی پڑا۔ اس لیے میرے بھائیو، حرام سے بچنا بے حد ضروری ہے۔

حرام کمائی کی صورتیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

﴿يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِأَبْطِلَ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ قَرَابٍ مِّنْكُمْ﴾ (۸)

”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے نہ کھاؤ، ہاں اگر آپس کی رضامندی کے ساتھ تجارت ہو تو الگ بات ہے لیکن باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال نہ کھاؤ۔“

باطل طریقے سے ایک دوسرے کے مال کھانے کی کئی صورتیں ہیں۔ کسی سے

زبردستی مال چھین لینا، دھوکے کے ساتھ مال لینا، سود کے ذریعے کسی کا مال کھانا، غرض کمائی کے بہت سے طریقے ایسے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے باطل قرار دیا ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے ناجائز اور حرام ہیں۔ آج کل بہت سے لوگ حرام کمائی میں پھنسے ہوئے ہیں مگر انہیں اس کی پرواہ ہی نہیں۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

”لوگوں پر ایک وقت آئے گا کہ آدمی پرواہی نہیں کرے گا کہ کہاں سے مال حاصل کر رہا ہے، حلال طریقے سے حاصل کر رہا ہے یا حرام طریقے سے حاصل کر رہا ہے۔“ (۹)

حرام سے پرہیز:

لہذا ہمیں اس کی فکر کرنی چاہیے۔ کوئی کافر اگر حلال حرام کی فکر نہیں کرتا تو نہ کرے مومن کو تو اس کی فکر کرنی چاہیے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی کتنی فکر تھی۔ صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا جو کمائی کر کے لاتا اور روزانہ کچھ آمدنی ابو بکر رضی اللہ عنہ کو لاکر دیتا تھا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کر لیتے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ کھالی۔ اس نے کہا ”آپ کو علم ہے کہ یہ کیا چیز تھی؟“ آپ نے کہا تاؤ (کہاں سے لائے ہو) اس نے جواب دیا کہ زمانہ جاہلیت میں میں نے ایک

(۹) صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبال من حیث کسب

آدمی کے لیے کہانت کی تھی، ویسے مجھے اچھی طرح کہانت نہیں آتی تھی لیکن میں نے اسے دھوکا دیا۔ (اتفاق سے ویسا ہی ہو گیا) آج وہ مجھے ملا اور اس نے مجھے اس کہانت کے بدلے یہ چیز دی جو آپ نے کھائی ہے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہاتھ ڈال کر منہ میں جو کچھ تھا، قے کر کے نکال دیا۔ (۱۰)

فتح الباری میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس طرح ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ایک قبیلہ سے گزرے، ان کی عورت حاملہ تھی۔ ہم میں سے ایک آدمی نے کہا: ”میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں کہ تو لڑکا جنے گی۔“ اس عورت نے ایک بکری دی تو اس نے اس بکری کو ذبح کیا تو ہم کھانے لگے، ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قصے کا علم ہوا تو انہوں نے اٹھ کر قے کر دی۔ (۱۱)

ایک روایت میں ہے کہ ”جو شخص بھی آئندہ کی باتیں بتانے والے سے پوچھے وہ اس چیز سے کافر ہو جاتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری۔“ (۱۲)

خیر اس مسافر نے ویسے ہی کہہ دیا کہ لڑکا ہوگا۔ اتفاق سے اس عورت کے ہاں لڑکا ہی پیدا ہوا، جس کے عوض انہوں نے اس شخص کو کوئی چیز تحفہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”کاہن کو ملنے والی شیرینی ضیث ہے۔“ (۱۳)

(۱۰) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب ایام الجاهلیة: ۳۸۴۲۔

(۱۱) فتح الباری: ۱۵۴/۷۔

(۱۲) ابو داؤد، کتاب الطب، باب فی الکاهن: ۳۹۰۴۔

(۱۳) ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی اجر الکاهن: ۲۰۷۱۔

اس لیے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے وہ حرام چیز اپنے پیٹ میں رہنے ہی نہیں دی۔ یہ کسی تشدد کا واقعہ نہیں، نہ کسی تارک الدنیا صوفی کی بات ہے۔ یہ اس امت کے سب سے زیادہ مرتبے والے شخص کی بات ہے اور صحیح بخاری میں اس کا ذکر ہے۔
لہذا بھائیو! ہمیں اس بات کی بھی فکر کرنی چاہیے کہ ہم کہیں نادانستہ طور پر تو حرام نہیں کھا رہے۔

حرام کی ایک قبیح شکل - سود:

حرام کی شکلوں میں سے ایک سود ہے، اور یہ بہت عام ہے۔ انفرادی و اجتماعی طور پر ساری دنیا میں اس کی سرداری ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ﴾ (۱۴)

”اللہ تعالیٰ نے خرید و فروخت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔“

اور اس سے منع کرتے ہوئے اتنے سخت لفظ استعمال کیے، فرمایا:

﴿ يَتَأْتِيهَا الَّذِينَ ءَامَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۲۷۹﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۲۸۰﴾ ﴾ (۱۵)

”اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈر جاؤ اور جتنا سود لینا باقی رہ گیا

(۱۵) البقرہ: ۲۷۸-۲۷۹۔

(۱۴) البقرہ: ۲/۲۷۵۔

ہے، چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تم ظلم کرو گے نہ ظلم کیے جاؤ گے۔“

تفسیر طبری میں لکھا ہوا ہے کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

”جو شخص سود پر اصرار کر رہا ہو، باز نہ آتا ہو، مسلمانوں کے امام (امیر المومنین) پر لازم ہے کہ اسے توبہ کروائے، اگر باز آ جائے تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اتار دے۔“ (۱۶)

﴿إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ”اگر تم مومن ہو“ سے یہ بات نکلتی ہے کہ سود نہ چھوڑنے والا صحیح مومن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا﴾

”جو سود باقی ہے چھوڑ دو۔“

اس کے ساتھ ہی فرمایا:

”اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یاد رکھو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے

لیے اعلان جنگ ہے۔“

غور کیجئے کتنا بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«دِرْهَمٌ رِبْوَا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ أَشَدُّ مِنْ سِتِّهِ وَثَلَاثِينَ زَيْنَةً» (۱۷)

”سود کا ایک درہم جسے آدمی کھائے اور اسے معلوم ہو کہ یہ سود ہے، چھتیس دفعہ زنا سے بدتر ہے۔“

اور آپ ﷺ جانتے ہیں کہ زنا کتنا بڑا گناہ ہے اور ابن ماجہ میں صحیح حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«الرَّبَا ثَلَاثَةٌ وَسَبْعُونَ بَابًا أَيْسَرُهَا أَنْ يَتَّخِذَ الرَّجُلُ أُمَّهُ» (۱۸)

”سود کے ستر سے زیادہ دروازے ہیں ان سب سے ہلکا یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔“

اب آپ دیکھیں جو شخص زنا کا ارتکاب کرے، لوگ اسے کتنا برا سمجھتے ہیں اور سمجھتا بھی چاہیے اور جس قدر طاقت ہو، اسے روکنا بھی چاہیے لیکن سود کے لین دین پر کوئی ملامت نہیں کرتا۔ بڑے بڑے دین داروں نے بینکوں سے قرض لیا ہوا ہے ان کے

(۱۷) دار قطنی: ۱۶/۳۔ علامہ شمس الحق عظیم آبادی نے التعلیق المغنی میں امام منذری سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے الکبیر میں روایت کیا ہے اور احمد کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ مسند احمد: ۲۲۵/۵ صحیح مشکاة المصابیح: ۸۵۹/۲۔ علامہ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔

(۱۸) ابن ماجہ، أبواب التجارة و متعلقاتها، باب التغلیظ فی الربا: ۲۲۷۴۔

کاروبار کی بنیاد ہی سود پر ہے لیکن انہیں بالکل پرواہ نہیں کہ کتنی بڑی لعنت میں گرفتار ہیں۔ بہت سے پرہیزگار لوگوں نے اپنے بیٹوں اور عزیزوں کو بتلوں میں ملازم رکھوایا ہوا ہے، حالانکہ حدیث میں ہے:

«لَعْنَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَكْلَ الرِّبَا وَمُوكَلَّهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيَهُ
وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ» (۱۹)

”رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کے لکھنے والے

اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت کی اور فرمایا وہ برابر ہیں۔“

اس لیے میرے بھائیو! آئیے ہم اپنے معاملات کی پڑتال کریں۔ اگر ہم کسی قسم کے سود میں ملوث ہیں یا اس میں تعاون کر رہے ہیں تو پہلی فرصت میں اسے چھوڑنے کی کوشش کریں۔

مدت پر سود:

رسول اللہ ﷺ نے سود کی دو صورتیں حرام فرمائیں۔ اس وقت دونوں ہی عام ہیں۔ پہلی صورت تو یہ کہ کوئی شخص کسی کو قرض دے اور کہے جب تم مجھے واپس کرو تو اس کے ساتھ اتنے روپے مزید دو یعنی مدت کے بدلے کچھ رقم وصول کرے۔ یہ سود ہے اور

حرام ہے۔ www.KitaboSunnat.com

صحیح بخاری میں ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

(۱۹) صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب لعن اكل الربا و مؤكله: ۱۵۹۷۔

«أَتَيْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَلَامٍ فَقَالَ إِنَّكَ بَارِئٌ فِيهَا الرَّبَا فَاسِ إِذَا كَانَ لَكَ عَلَى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدِي إِلَيْكَ حِمْلَ تَيْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رَبَا» (۲۰)

”میں مدینہ میں آیا اور عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ملا۔ انہوں نے فرمایا، تم ایسی سرزمین میں رہتے ہو جہاں سود عام ہے۔ (کوفہ میں رہتے تھے) تو جب تمہارا کسی آدمی پر حق ہو اور وہ تمہیں بھوسے کا گٹھایا جو کا گٹھایا چارے کا گٹھا بطور تحفہ دے، وہ نہ لینا کیونکہ وہ سود ہے۔“

اگر کوئی شخص قرض واپس کرتے وقت اپنی مرضی سے کچھ زائد دے دے یا بہتر چیز دے دے تو وہ لے لینا جائز ہے جبکہ پہلے کوئی شرط نہ ہو جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کو ان کے اونٹ کی قیمت ادا کرتے وقت طے شدہ قیمت سے زیادہ قیمت عطا فرمائی۔ (۲۱)

آپ دیکھیے کہ اس وقت بنکوں کی بنیاد ہی سود پر ہے۔ تمام بنک اس پر چل رہے ہیں، لوگوں سے رقمیں لے کر انہیں سود دیتے ہیں۔ کوئی دس فیصد، کوئی تیس فیصد، کوئی تیس فیصد اور کوئی چالیس فیصد سود دیتا ہے۔ جو پرائیویٹ کمپنیاں بنی تھیں، وہ زیادہ سود

(۲۰) صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، باب مناقب عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ: ۳۸۱۴۔

(۲۱) صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ اذا قدم من سفر: ۴۴۳۔

دیتی تھیں، لوگ روپے کے طمع میں اپنا اصل مال بھی گنوا بیٹھے۔ تاج کمپنی نے منافع کا نام لے کر لوگوں سے سود پر روپیہ اکٹھا کیا۔ آپ دیکھیں، کتنا بڑا ظلم ہے کہ جس قرآن نے سود کو اللہ تعالیٰ سے جنگ قرار دیا، اس کی طباعت و اشاعت کے لیے منافع کا نام لے کر سود پر رقم جمع کی گئی اور اس سود پر رقمیں دینے والوں کی اصل رقمیں بھی برباد ہو گئیں اور وہ چیختے پھرتے ہیں۔ تو بھائیو! یہ سود عام ہے۔ بہت سے لوگ بنکوں میں رقم جمع کروا کے سود لے رہے ہیں اور بہت سے لوگ بنکوں سے رقم لے کر کاروبار کر رہے ہیں اور انہیں سود دے رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق دونوں لعنتی ہیں۔

بنکوں کا موجودہ کاروبار:

آج کل بنکوں نے لوگوں کو سود میں پھنسانے کے لیے ایک اور سکیم نکالی ہے۔ اس کا نام انہوں نے مضاربت یا نفع و نقصان میں شراکت (PLS) رکھا ہے۔ بنک والے کہتے ہیں آپ ہمارے پاس رقم جمع کروائیں، ہم اسے کاروبار میں لگائیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ نفع و نقصان میں شریک ہوں گے۔ ان کا کہنا ہے کہ اگرچہ آپ نفع و نقصان دونوں میں ہمارے ساتھ شریک ہیں مگر آپ نقصان سے بے فکر ہو کر ہمارے پاس رقم جمع کروائیں کیونکہ ہم ایسے کاروبار میں ہیں جس میں نقصان ہوتا ہی نہیں (اگر وہ یہ ضمانت نہ دیں تو کوئی ان کے پاس رقم جمع کروانے کے لیے جائے ہی ناں)

میرے بھائیو! یہ خالص سود ہے اور اسے مضاربت یا نفع و نقصان کا نام دینا صاف

دھوکا ہے۔ نام بدلنے سے تو سود مضاربت نہیں بن جاتا۔ یاد رکھیں وہ کاروبار جس میں

نقصان ہوتا ہی نہیں وہ سود ہے۔ بنک لوگوں سے لی ہوئی رقمیں آگے سود پر دیتے ہیں اور جو سود وصول ہوتا ہے اس میں سے کچھ حصے اپنے کھاتہ داروں کو دیتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ سیونگ میں سود کی شرح مقرر تھی مثلاً سالانہ دس فیصد اور اس کا نام سود تھا۔ اب سودی کاروبار کا نام مضاربت یا شراکت رکھ دیا گیا اور سود کا نام مارک اپ رکھ دیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ سود کی شرح مقرر نہیں۔ بنک اپنے حاصل ہونے والے منافع کے مطابق لوگوں کو دیے جانے والے مارک اپ (سود) کی شرح مقرر کرے گا مثلاً کسی سال دس فی صد دے دیا کبھی نو فیصد کبھی بارہ فیصد۔ تمام اصحاب بصیرت علماء جانتے ہیں بلکہ بینکوں کے مینجر حضرات صاف اقرار کرتے ہیں کہ پی ایل ایس سود ہی کی ایک صورت ہے۔

میرے بھائیو! یہ ہے ”اسلامی بینکنگ“ جو آج کل چل رہی ہے اور بہت سے لوگ اسے سود کا متبادل قرار دے رہے ہیں حالانکہ یہ بھی سود ہے۔ سود کا صحیح متبادل جائز تجارت ہے، جو سود سے خالی ہو:

﴿وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الزَّبَاةَ﴾ (۲۲)

”اللہ نے تجارت حلال کی ہے اور سود حرام کیا ہے۔“

مگر یہ اس وقت ہے کہ لوگ سود چھوڑنا چاہتے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ سود چھوڑنا نہیں چاہتے۔ ان کا بہانہ یہ ہے کہ آپ سود کا متبادل پیش کریں۔ اسلامی بینکاری

کا خاکہ پیش کریں لیکن حقیقت میں ان کی خواہش اور ان کا اصرار یہی ہے کہ متبادل ایسا ہو کہ سود چلتا رہے۔ بینکنگ قائم رہے۔ ان لوگوں نے بہت سے فارمولے پیش کیے ہیں جن کا نام انہوں نے اسلامی بینکاری رکھا ہے۔ پاکستان، سعودی عرب، اور دنیا کے کئی ملکوں میں غیر سودی بینک قائم کیے گئے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان میں کوئی بھی سودی کاروبار سے خالی نہیں۔ جہاں مروجہ بینکنگ کا لفظ آئے، اس کا سود سے خالی ہونا ممکن ہی نہیں۔ یہ سارا نظام ہی غلط ہے۔ اس کی بنیاد ہی سود پر ہے۔ اس کا متبادل یہی ہے کہ سود کی ہر قسم چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تابع فرمان ہو کر تجارت کی جائز اور حلال صورتیں اختیار کرو۔ اس وقت دنیا کے تمام کفار کی کوشش یہی ہے کہ کوئی مسلمان سود سے محفوظ نہ رہے۔ مسلمان حکومتیں بھی پوری طرح ان کا ساتھ دے رہی ہیں۔ بجلی کا بل بروقت ادا نہ ہو سکے تو اس پر دس فیصد زائد سود جرمانہ کے نام پر ڈال دیا جاتا ہے۔ بیمہ کمپنیوں کا سارا کاروبار سود کی بنیاد پر چل رہا ہے۔ سرکاری ملازمین مثلاً ٹیچر حضرات اور دوسرے سول اور فوجی ملازمین کی تنخواہ میں سے ہر ماہ حکومت کچھ رقم کاٹ لیتی ہے۔ وہ رقم جمع ہوتی رہتی ہے اور اسکے ساتھ اس کا سود بھی شامل ہوتا رہتا ہے۔ ریٹائر ہونے پر وہ رقم مع سود ملازم کو دی جاتی ہے۔ اس کا نام پراویڈنٹ فنڈ رکھا ہوا ہے۔ اس میں سے صرف اپنی تنخواہ کی رقم لینی جائز ہے، سود کی رقم ہرگز نہیں لینی چاہیے۔ حکومت کو لکھ دیا جائے کہ ہمارے پراویڈنٹ فنڈ میں سود شامل نہ کیا جائے تو حکومت شامل نہیں کرتی۔

کاروبار کا اسلامی طریقہ:

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کسی کو رقم کاروبار کے لیے دینے کی جائز صورت کیا ہے؟ میرے بھائیو! وہ مضاربت ہے یعنی نفع و نقصان کی شراکت۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو رقم دی مثلاً دس ہزار روپے دیے کہ تم اس سے تجارت کرو۔ نفع ہمارے درمیان نصف نصف ہوگا۔ نقصان میں بھی ہم دونوں شریک ہوں گے۔ اب اس نے اس رقم سے تجارت شروع کر دی۔ سال یا چھ ماہ بعد یا جو مدت مقرر ہوئی، حساب کیا تو ایک ہزار روپے نفع ہوا۔ معاہدے کے مطابق پانچ سو روپے رقم والے کو مل جائیں گے اور پانچ سو روپے محنت کرنے والے کو مل جائیں گے۔ لیکن اللہ نہ کرے اگر نقصان ہو جائے، دس ہزار میں سے ایک ہزار خسارہ ہو گیا یا دس ہزار ہی ضائع ہو گیا۔ تجارت میں اس قسم کے نشیب و فراز آ جاتے ہیں تو یہ نقصان کس کے ذمے پڑے گا۔ عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ نقصان بھی نصف نصف ہوگا مثلاً ایک ہزار نقصان ہوا تو پانچ سو روپے رقم والے کا نقصان ہوگا اور پانچ سو روپے محنت کرنے والے کے ذمہ پڑیں گے کہ وہ پورا کر کے رقم کے مالک کو دے، لیکن بھائیو! یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رقم کا جتنا نقصان بھی ہو جائے وہ رقم والے کا ہی ہوگا۔ محنت والے کے ذمے کوئی رقم نہیں ڈالی جائے گی۔ کیونکہ اس تجارت میں دو چیزیں شریک تھیں۔ ایک سرمایہ دوسری محنت۔ نفع کی صورت میں آدھا نفع سرمایہ والے کو مل گیا۔ آدھا محنت والے کو۔ نقصان کی صورت میں سرمایہ والے کو سرمائے کا نقصان ہوا۔ محنت کرنے والے کو محنت کا، وہ

سارا سال محنت کرتا رہا تاکہ اسے نفع ملے۔ اب کیا اتنا خسار اسے کم ہے کہ اس کی پورے سال کی محنت ضائع ہوگئی۔ وہ کچھ بھی حاصل نہ کر سکا۔ اگر اس سے خسارے کی رقم کا نصف بھی وصول کیا جائے تو کتنا بڑا ظلم ہوگا۔ علمائے امت کا اس پر اتفاق ہے کہ مضاربت کی صورت میں سرمایہ کا سارا نقصان مال والے کے ذمے پڑے گا۔ اگر کوئی کہے کہ اس طرح تو بے ایمانی سے محنت والے نقصان ہی ظاہر کریں گے اور سرمایہ کھا جائیں گے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ اسے پہلے بے ایمان سمجھتے تھے تو آپ نے اسے اپنی رقم کیوں دی اور اگر اب بے ایمانی ثابت ہوئی ہے تو آپ دلیل سے ثابت کر کے سارا نقصان اس سے وصول کر سکتے ہیں اور اگر بے ایمانی ثابت نہیں ہوئی بلکہ اتفاقاً ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ نقصان ہو گیا تو یہ نقصان محنت والے کے ذمے ڈالنا ظلم ہوگا۔

جنس کے بدلے صرف نقد جنس:

اس سے پہلے میں نے سود کی ایک صورت پر بحث کی اور وہ تھی کسی کو قرض دے کر مدت کے عوض سود وصول کرنا۔ اب میں سود کی دوسری صورت ذکر کرتا ہوں جسے عام لوگ جانتے ہی نہیں۔ صحیح مسلم میں حدیث ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، نمک کے بدلے نمک، برابر برابر، نقد و نقد (ہونا چاہیے)

جس نے زیادہ لیا، اس نے سودی معاملہ کیا۔“ (۲۳)

صحیح بخاری میں ہی عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

«فَإِذَا اخْتَلَفَ هَذِهِ الْأَصْنَافُ فَيَنْعُوهُ كَيْفَ سِئْتُمْ إِذَا كَانَ يَدًا

بِيَدٍ» : (۲۴)

”جب یہ قسمیں مختلف ہوں تو جس طرح چاہو پیچو جب ہاتھوں ہاتھ نقد ہو۔“

مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کی خرید و فروخت میں دو چیزوں کا خیال رکھو۔ ایک تو یہ ہے کہ وہ برابر ہوں اور دوسری شرط یہ کہ نقد و نقد ہوں۔ جس وقت ایک طرف سے سونا دیا جائے تو دوسری طرف سے اتنا ہی سونا اسی وقت دے دیا جائے اور اگر یہ جنسیں مختلف ہوں۔ مثلاً ایک طرف سے سونا دیا گیا، دوسری طرف سے چاندی دی گئی۔ ایک طرف سے گندم دی گئی۔ دوسری طرف سے جو دیے گئے تو اس کے لیے لازمی شرط ہے کہ نقد و نقد ہوں۔ اس میں ادھار جائز نہیں، کمی بیشی جائز ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے میں نے یہ چاندی فروخت کرنی ہے دوسرا شخص اپنا سونا دکھاتا ہے، دونوں پسند کرنے کے بعد طے کر لیتے ہیں کہ چاندی والا دو کلو چاندی دے کر دو تولے سونا لے گا، اس میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس وقت چاندی دے، اسی وقت سونا وصول کرے۔ اس میں دیر کرنے کی اجازت نہیں۔ اگر دیر کرے گا تو سود ہے۔

(۲۳) صحیح مسلم، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا: ۱۰۷۴۔ صحیح

بخاری، کتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة: ۲۱۷۶۔

(۲۴) أبوداؤد، کتاب البيوع، باب في الصرف: ۳۳۵۰۔

صحیح بخاری میں مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہوا ہے کہ ان کے پاس سودینار تھے۔ وہ ان کے عوض چاندی کے سکے حاصل کرنا چاہتے تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی بات طے ہوگئی وہ سونا لے کر ہاتھ میں الٹ پلٹ کرنے لگے پھر کہنے لگے۔ غابہ سے میرا خازن آئے گا تو تمہیں چاندی دے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ سن رہے تھے۔ فرمانے لگے اللہ کی قسم! جب تک تم ان سے چاندی وصول نہ کر لو ان سے جدا نہیں ہو گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”سونا چاندی کے بدلے سود ہے مگر نقد و نقد۔“ (۲۵)

یاد رہے کہ سونے کی سونے کے ساتھ یا سونے کی چاندی کے ساتھ بیع ہو تو ادھار منع ہے۔ اسی طرح گندم جو اور نمک کی آپس میں بیع ہو تو ادھار منع ہے البتہ گندم، جو اور نمک وغیرہ کی سونے یا چاندی کے ساتھ بیع ہو تو ادھار جائز ہے کیونکہ سونا اور چاندی تمام چیزوں کے لیے بطور قیمت استعمال ہوتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تین صاع جو کے بدلے گروی رکھی ہوئی تھی۔ (۲۶)

نوٹ اور سود:

سود کی اس دوسری قسم میں اس وقت تمام دنیا پھنس چکی ہے۔ تمام مسلمان ممالک

(۲۵) صحیح بخاری، کتاب البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام و الحكرة
- ۲۱۳۴:

(۲۶) صحیح بخاری، کتاب الجهاد و السير، باب ما قيل في درع النبي صلى الله

عليه وسلم: ۲۹۶۶۔

بھی اس میں گرفتار ہیں اور افسوس اس بات کا کہ کسی کو اس بات کا علم ہی نہیں کہ ہم سودی معاملے میں گرفتار ہیں۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ کسی شخص کے پاس سونا ہو یا چاندی اور وہ اسے فروخت کرنا چاہتا ہو تو اسے سونے یا چاندی کی صورت میں قیمت نقد نہیں ملے گی بلکہ نوٹ کی صورت میں ملے گی۔ اسی طرح اگر وہ بازار سے سونا یا چاندی خریدنے کے لیے جائے تو سونا یا چاندی خرید کر اس کی قیمت نقد سونے یا چاندی کی صورت میں ادا نہیں کرے گا بلکہ نوٹوں کی صورت میں ادا کرے گا۔ یہ نوٹ خود نہ سونا ہے نہ چاندی۔ ان پر صرف ضمانت لکھی ہوئی ہے کہ یہ نوٹ رکھنے والا اگر چاہے تو ۱۰۰ روپیہ یا ۱۰۰۰ روپیہ یا جتنی مالیت کا نوٹ ہے، اس کے برابر حکومت کے بنک سے سونا یا چاندی یا جو جنس لینا چاہے، لے سکتا ہے۔ اب سارا کاروبار انہی نوٹوں پر چل رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس صورت کو سود قرار دیا ہے کہ ایک طرف سے سونا یا چاندی دی جائے، دوسری طرف سے اسی وقت نقد قیمت نہ دی جائے تو جو شخص نوٹ دے رہا ہے، کیا اس نے سونا یا چاندی دی ہے، ہرگز نہیں بلکہ وہ سونا یا چاندی نوٹ والے کے پاس تو ہے ہی نہیں کہ وہ ادا کر سکے۔ وہ تو اس بینک میں ہے جس نے اسے جاری کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاطر اور عیار یہود و ہنود نے بینکنگ کا نظام بنا کر تمام مسلمان ملکوں کے اموال اپنے بنکوں میں جمع کر کے انہیں نوٹ جاری کر دیے ہیں۔ اب لوگوں کے ہاتھ میں نہ سونا ہے نہ چاندی، نہ کوئی اور قیمت رکھنے والی چیز خواہ وہ پاکستان کے لوگ ہوں یا سعودی عرب کے یا کسی اور ملک کے، ان کے ہاتھ میں قیمت بننے والی کوئی

چیز نہیں۔ نہ سونا نہ چاندی۔ ان کے ہاتھ میں صرف نوٹ ہیں جن پر ان لوگوں کی طرف سے سونا یا چاندی ادا کرنے کی ضمانت لکھی ہوئی ہے جن کے بنکوں میں سونا جمع ہے۔ اب قیمت کے اصل مالک تو وہ ہیں اور وہ شخص جس کے پاس نوٹ ہیں صرف اس بات پر اپنی اصل مالیت سے دستبردار ہو گیا ہے کہ کبھی نوٹ اٹھانے میں ہلکے ہیں اور اسے سونا یا چاندی کے سکے اٹھانے کے بوجھ سے خلاصی ملی ہوئی ہے۔ اس تن آسانی میں نہ اسے یہ فکر ہے کہ وہ سوڈی کاروبار میں ملوث ہو کر ملعون بنا ہوا ہے۔ نہ یہ کہ دنیا میں بھی اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔ آپ دیکھیں جو لوگ اپنی مالیت نوٹ کی صورت میں اپنے پاس رکھنے پر قانع ہیں ان سے کیا سلوک ہوتا ہے۔ حکومت بنکوں کی مالک ہے اور اسی کے پاس اصل مالیت سونا یا چاندی ہے، جب چاہتی ہے اعلان کر دیتی ہے کہ روپے کی قیمت اتنے فیصد کم کر دی گئی ہے۔ مثلاً پچھلے دنوں روپے کی قیمت ۶۰ فیصد تک کم کر دی گئی۔ اس اعلان کے بعد جس شخص کے پاس سو روپے کا نوٹ ہے اس کی قیمت صرف چالیس روپے کے برابر رہ گئی اور اسے سونا بھی صرف چالیس روپے کے برابر ملے گا۔ باقی حکومت غصب کر گئی بلکہ اب تو حکومت کے بنکوں میں بھی سونا بہت کم ہے۔ سونا سوئٹزر لینڈ میں یہودیوں کے بنکوں کے پاس ہے۔ حکومتیں سونے کے بغیر ہی نوٹ چھاپتی چلی جاتی ہیں لہذا ان کے نوٹوں کی قیمت کا تعین بھی سونے کے اصل مالک یہود و نصاریٰ کرتے ہیں۔

نوٹوں کے ساتھ سونا چاندی خریدنے یا بیچنے کی صورت میں نقد کی شرط مفقود ہونے

کی وجہ سے اس کے سودی کاروبار ہونے کی وضاحت تو ہو چکی۔ اس کے علاوہ اس میں ایک اور قباحت بھی ہے وہ یہ ہے کہ جو چیز آدی کے قبضے میں نہ آئی ہو، وہ آگے فروخت کرنی جائز نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَبِعَ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ»

”جو شے تیرے پاس نہیں، اسے مت فروخت کر۔“

جب آدمی کسی کو نوٹ دیتا ہے اور اس سے کوئی چیز خریدتا ہے تو وہ اسے ایسی چیز دے رہا ہے جو حقیقت میں اس کے پاس ہے ہی نہیں بلکہ بنک کے پاس ہے۔ اس کی وضاحت اس واقعہ سے ہوتی ہے جو صحیح مسلم میں مذکور ہے۔ ہوا یہ کہ مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جو وظائف دینے تھے ان کی جگہ سک دے دیے۔ سک وہ کاغذ ہوتا ہے جس پر حکومت کے ذمے قرض کا اقرار ہوتا ہے کہ اس سک کے حامل کو اتنی جنس دی جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں نوٹ کہہ لیجئے۔ لوگوں نے وہ سک آگے فروخت کر کے جنس خریدنا شروع کر دی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ((أَحْلَلْتَ بَيْعَ الرَّبَا)) ”آپ نے سودی بیع حلال کر دی۔“

اس پر مروان نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔“

«فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَحْلَلْتَ بَيْعَ الصَّكَكِ وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يُسْتَوْفَى فَخَطَبَ

(۲۷) ابو داؤد، کتاب البيوع، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده: ۳۵۰۳۔ ترمذی،

کتاب البيوع، باب، ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك: ۱۲۳۲۔

مَرَوَانَ النَّاسَ فَهِيَ عَنْ بَيْعِهَا قَالَ سَلِيمَانُ فَنظَرْتُ إِلَى
حَرَسٍ يَأْخُذُونَهَا مِنْ أَيْدِي النَّاسِ « (۲۸)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”آپ نے صلحوں کی بیع حلال کر دی ہے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے کی بیع سے منع فرمایا جب تک وہ پورا وصول نہ کر لیا جائے تو مروان نے خطبہ دیا اور صک فروخت کرنے سے منع کر دیا۔ سلیمان کہتے ہیں، میں نے سپاہیوں کو دیکھا کہ وہ لوگوں کے ہاتھوں سے صک واپس لے رہے تھے۔“

دوسری صحیح حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف غلہ ہی نہیں، کوئی بھی چیز قبضے میں آنے سے پہلے فروخت کرنا منع ہے۔ (بیع سلم اس سے مستثنیٰ ہے)

اب جن حضرات کے پاس نوٹ ہیں، انہوں نے چونکہ حکومت سے وہ چیز وصول نہیں کی جو اس پر لکھی ہوئی ہے۔ اس لیے اسے آگے فروخت کرنا منع ہے، اگر ایسا کرے گا تو یہ سود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کی بہترین مثال ہے اور مروان کی سعادت مندی پر دلالت کرتا ہے۔ کاش! آج بھی کوئی مسلم حکمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سن کر نوٹوں کے اس سودی سلسلے کو ختم کرنے کی جرات کر سکے۔ بعض علماء اور مفتی حضرات فرماتے ہیں کہ یہ نوٹ ہی مالیت ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ لین دین جائز ہے۔ میرے بھائیو! یہ عجیب مالیت

(۲۸) صحیح مسلم، کتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض: ۱۰۲۸۔

ہے کہ حکومت کے منہ سے ایک لفظ نکلتا ہے تو مالیت آدھی رہ جاتی ہے اور چند دنوں کے بعد دوسرا اعلان آتا ہے تو مالیت چوتھا حصہ رہ جاتی ہے۔ اگر حکومت نوٹ منسوخ کر دے اور کوئی شخص اعلان کردہ تاریخ تک حکومت سے نوٹ نہ بدلو اس کے تو ساری مالیت ہی ختم ہو جائے گی۔ آپ غور فرمائیں اگر اس کے پاس سونا ہوتا یا چاندی یا گندم یا کوئی اور جنس تو کسی کے اعلان سے اس کی قیمت کم یا ختم ہو سکتی تھی۔

سودی نظام سے بچنے کا واحد حل:

اب اگر یہ سودی سلسلہ ہے تو ہم اسے کس طرح بدل سکتے ہیں۔ میرے بھائیو! جب تک دنیا پر یہود و نصاریٰ اور دوسرے کفار کا تسلط ہے، ہم اسے نہیں بدل سکتے۔ اس مرض کا علاج جہاد فی سبیل اللہ کے علاوہ کچھ نہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ کفار اور ان کے گماشتوں کے تسلط کی وجہ سے ہم اس سود کو سود سمجھ ہی نہیں رہے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کے بغیر ختم نہیں ہوگی۔ آپ لوگوں کو لاکھ اسلامی معیشت سنائیں سمجھائیں جب تک اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص بندہ جہاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قانون نافذ کر کے اس کی عملی صورت جو رسول اللہ ﷺ اور اسلام کے غلبے کے زمانے میں قائم تھی، سامنے نہیں لائے گا، صرف تقریروں اور مقالوں سے لوگ نہیں سمجھ سکیں گے۔ جب تک وہ مبارک وقت نہیں آتا ہم موجودہ نظام کے سامنے بے بس ہیں۔ نوٹوں سے لین دین مجبوری بن چکی ہے۔ حکومت جب چاہتی ہے اس روپے کی قیمت کم کر کے ہمارا مال چھین لیتی ہے۔ مگر ہم اف تک نہیں کر سکتے اور صرف یہی نہیں بلکہ نوٹوں پر تصویر بھی ہے۔ کسی پر جناح کی

تصویر ہے، کسی پر قبر کی تصویر ہے جس کی اللہ کے علاوہ پوجا کی جاتی ہے، صرف ۲ روپے کا نوٹ ہے جس پر کوئی ناجائز تصویر نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جہاں تصویر ہو وہاں فرشتہ رحمت نہیں آتا۔ (۲۹)

اس صورت میں صرف اللہ کے اس فرمان سے کچھ تسلی ہوتی ہے کہ:

﴿ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ﴾ (۳۰)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے کھول کر وہ چیزیں بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام کی ہیں مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ۔“

کوئی شخص مجبوری کی وجہ سے حرام کو حرام سمجھ کر ضرورت کے مطابق استعمال کرے تو امید ہے کہ جب مجبوری دور ہوگی تو اسے چھوڑ دے گا۔ مگر وہ شخص جو اسے جائز ہی سمجھ لے، وہ اسے کس طرح چھوڑے گا۔ پھر مجبوری کی بھی کئی صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ زندگی کا وہ معیار قائم نہیں رہتا جس کی نفس خواہش کرتا ہے، بیوی بچوں کا لباس، رہائش، معاشرتی وقار وہ نہیں رہتا جو ہم چاہتے ہیں اور ایک یہ ہے کہ جسم و جان کا رشتہ قائم رکھنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ عام استعمال میں نوٹوں کا سلسلہ تقریباً اسی سے ملتا جلتا

(۲۹) صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب أحدكم: ۳۳۲۲۔ ابو داؤد، کتاب اللباس، باب في الصور: ۴۱۵۵۔ ترمذی، کتاب الأدب، باب ما جاء أن الملائكة لا تدخل بيتا فيه صورة و لا كلب۔ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

(۳۰) الانعام: ۱۱۹/۶۔

ہے۔ اس کے بغیر نہ سفر کر سکتے ہیں نہ کوئی خرید و فروخت۔ اسی لیے اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ ہمارے اضطراب کی وجہ سے معاف فرمائے گا۔ ان شاء اللہ!

ہاں اگر کسی کے پاس کچھ رقم جمع ہو جائے تو اسے چاہیے کہ فوراً سونایا کوئی اور جنس خرید کر رکھ لے جو خود قیمت رکھتی ہوتا کہ یہودی اور ان کے گماشتے ہماری مالیت پر قابض نہ رہیں اور نہ ہی روپے کی قیمت کم کر کے ہمارا مال غصب کر سکیں۔

قسطوں کا مسئلہ:

اس کے علاوہ سود کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں جنہیں ہم چھوڑ سکتے ہیں مگر ان میں گرفتار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے خرید و فروخت کی وہ سب صورتیں حرام فرمادی ہیں جن میں سود کی آمیزش ہے۔ ان میں سے ایک صورت وہ ہے جو ترمذی کی صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ:

«نَهَى عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيهِ بَيْعَةٌ» (۳۱)

”نبی ﷺ نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع فرمایا۔“

اس کی تشریح اہل علم یہ فرماتے ہیں کہ اگر تم نقد لو تو اتنی قیمت ہے اور اگر ادھار لو تو اور قیمت ہے۔ مثلاً نقد دس روپے کی ہے اور ادھار پندرہ روپے کی۔ بعض لوگ یہ کہتے

(۳۱) ترمذی، کتاب البیوع، باب ما جاء فی النهی عن بیعتین فی بیعة: ۱۲۳۱۔

صحیح نسائی، کتاب البیوع، باب بیعتین فی بیعة - علامہ البانی نے اسے

حسن صحیح کہا ہے۔ رقم الحدیث: ۴۳۱۸۔ ص: ۹۵۸/۳

ہیں کہ ٹھیک ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے مگر اس کے منع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس بات کا تعین نہیں کیا گیا کہ وہ نقد لے گا یا ادھار، اگر پہلے طے کر لے کہ میں تمہیں نقد دوں گا یا ادھار دوں گا تو جائز ہے۔ اصل سبب ایک قیمت کا معلوم اور متعین نہ ہونا ہے۔ اگر معلوم ہو جائے کہ نقد لینا ہے، اسے دس روپے میں دے تو ٹھیک ہے یا طے ہو جائے کہ ادھار لینا ہے اور پندرہ روپے میں دے تب بھی ٹھیک ہے۔ یہ رائے کئی جید علماء بھی دیتے ہیں۔ انہوں نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ مثلاً ایک چیز نقد لاکھ روپے کی اور قسطوں پر سو لاکھ کی بشرطیکہ پہلے طے ہو جائے کہ نقد لینا ہے یا ادھار لینا ہے۔

میرے بھائیو.....! جہاں تک میں نے احادیث کا مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے، ان علماء کی بات درست نہیں کیونکہ ابو داؤد شریف میں یہی حدیث تفصیل کے ساتھ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ بَاعَ بَيْنَعَيْنٍ فِي بَيْعَةٍ فَلَهُ أَوْ كَسَهُمَا أَوْ الرِّبَا» (۳۲)

”جو شخص ایک بیع میں دو بیع کرتا ہے یا تو کم قیمت لے یا پھر وہ سود ہوگا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اس بیع کی حرمت کا اصل سبب سود ہے قیمت کا غیر متعین ہونا نہیں ہے۔ آپ غور کریں اور دانتائی سے سمجھنے کی کوشش کریں۔ کسی شخص کو اگر آج قیمت طے تو دس روپے کی چیز دیتا ہے اور اگر ایک ماہ بعد قیمت ملنی ہے تو وہ پندرہ روپے کی دیتا ہے۔ وہ پانچ روپے زائد کس چیز کے لے رہا ہے۔ صاف ظاہر ہے اس نے وہ پانچ

(۳۲) ابو داؤد، کتاب البیوع، باب فیمن باع بینعتین فی بیعة: ۲۴۶۱۔

روپے مدت کے عوض لیے ہیں اور یہی سود ہے۔

ہماری حکومتوں نے لوگوں کو سود میں پھنسانے کے لیے کہا کہ کارخانے لگاؤ۔ اتنے فیصد سود پر رقم ہم مہیا کریں گے۔ جو کارخانہ نہ لگا سکے انہیں پیلی ٹیکسیاں اور گاڑیاں قسطوں کے سود پر دے دیں۔ کوشش یہ ہے کہ ذہن کے کسی کونے میں سود سے نفرت باقی نہ رہے۔ اب ایک سکیم یہ ہے کہ تم قرض لے لو۔ ایک سال تک سود نہیں لگے گا۔ بعد میں لگے گا۔ یہ بھی سود میں پھنسانے کی ترکیب ہے۔ قرض لینے والے نے یہ تو مان لیا کہ سال تک ادا نہ کر سکا تو سود دوں گا اور پھر شاید ہی کوئی سود کے اس پھندے میں پھنسنے کے بعد نکل سکے۔

حرام کی ایک اور صورت:

بیع کی ایک اور صورت جس سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا، ابو داؤد، ترمذی، نسائی ابن ماجہ وغیرہ کی صحیح حدیث میں بیان ہوئی ہے۔ (۳۳)

«نَهَى عَنْ سَلْفٍ وَبَيْعٍ» (۳۳)

”آپ ﷺ نے قرض اور بیع سے منع فرمایا ہے۔“

اس کی صورت یہ ہے کہ آپ کسی شخص سے کہتے ہیں کہ مجھے ایک ہزار روپے قرض دے دو۔ وہ کہتا ہے ٹھیک ہے۔ ہزار روپے قرض لے لو مگر شرط یہ ہے کہ اس ہزار روپے

(۳۳) النسائی، کتاب البیوع، باب سلف و بیع: ۴۶۳۳۔ شیخ البانہی نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

سے تم جو کچھ خریدنا چاہتے ہو، وہ صرف مجھ سے خرید سکتے ہو۔ اب اگر وہ رقم لے کر بازار میں جائیں تو وہ چیز سستے داموں مل سکتی ہے مگر آپ اس سے مہنگی خریدیں گے صرف اس لیے کہ آپ نے اس سے قرض لیا ہے۔ اس حرام صورت میں بھی پاکستان اور دوسرے مسلمان ممالک بری طرح جکڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے سنا ہوگا امریکہ ہمیں امداد دیتا ہے حالانکہ وہ امداد ہرگز نہیں دیتا وہ تو رقم سود پر دیتا ہے۔ ہم نہ لینا چاہیں تب بھی دیتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ شرط بھی ہوتی ہے کہ اس رقم سے تم جو اسلحہ مشینری وغیرہ خریدنا چاہتے ہو صرف مجھ سے خریدو، کسی دوسرے سے نہیں خرید سکتے۔ اگر روپے ہمارے ہاتھ میں ہوں تو جو چیز وہ ہمیں دس ہزار روپے کی دے رہا ہے، جاپان یا دوسرے ممالک سے ایک ہزار روپے میں مل سکتی ہے۔ مگر ہم امریکہ سے لینے پر مجبور ہیں۔ اس قرض کا سود الگ بھی دیں گے اور کئی گنا زیادہ قیمت پر اس کی چیزیں بھی خریدیں گے اور کہا یہی جائے گا کہ ہماری امداد آرہی ہے اور نام رکھا ہوا ہے۔ ”ایڈ“۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ”ایڈ“ بھی اسی عذاب سے ملتی جلتی چیز ہے جو قوم لوط کا عمل کرنے والے ملعونوں پر اللہ تعالیٰ نے ”ایڈز“ کی صورت میں مسلط کیا ہے۔

سوال یہ ہے کہ اس بیماری کا علاج کیا ہے؟ میرے بھائیو! اس کا علاج بالکل آسان ہے۔ وہ یہ ہے کہ پختہ ارادہ کر لیں اور صاف اعلان کر دیں کہ ہم نے قرض لیا ہے، انہیں صرف اصل رقم ادا کریں گے اور جن لوگوں کو قرض دیا ہے۔ ان سے صرف اصل رقم لیں گے۔ کئی لوگ کہتے ہیں کہ کاروبار کیسے چلے گا؟ کاروبار ان شاء اللہ پہلے

سے بہتر چلے گا۔ جس ملک کو آپ نقد قیمت ادا کریں گے، کیا اس کا دماغ خراب ہے کہ وہ آپ کو آپ کی مطلوبہ چیز نہ دے گا، امریکہ سے خریدنا کوئی ضروری ہے۔ کیا اس کے علاوہ کسی ملک سے کوئی چیز نہیں ملتی؟ آپ کسی دوسرے ملک سے لے لیں۔ آپ کو وہ چیز اچھی بھی ملے گی اور سستی بھی۔ لیکن اس صورت میں امریکہ اور وہ ملک جنہوں نے ہمیں اپنے سودی پنجے میں پھنسا رکھا ہے، ہم سے جنگ کریں گے، لڑیں گے کہ ہاتھ آیا شکار کیوں نکل کر جا رہا ہے۔ پھر اس جنگ کے لیے تیار رہنے کی ضرورت ہے۔ اگر انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ مدد کرتا ہے۔ امریکہ تو اب بھی ہمارا دشمن ہے۔ دشمنی میں کچھ اور بڑھ گیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ سود چھوڑنے سے ہمیں یہ فائدہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ سے جو جنگ ہم نے شروع کر رکھی ہے ختم ہو جائے گی۔ اس سے ہماری صلح ہوگی تو پھر کوئی دشمن ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا۔ اگر یہی حالت رہی اور ہم سود پر ہی قائم رہے تو ہمارے بچنے کی صورت نہیں۔ ادھر امریکہ دشمن ہے، ادھر ہندوستان سے جنگ کا خطرہ ہے پھر اس کے ساتھ جس سے مدد کی امید ہے یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے بھی کھلا اعلان جنگ ہے تو پھر ہم واقعی نہیں بچ سکتے۔ اگر بچنا ہے تو ہمیں سودی کاروبار چھوڑ کر اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست کرنا ہوگا پھر کوئی بھی ہمارے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکتا۔

کوئی چیز قبضے میں کیے بغیر بیچنا حرام ہے:

سود کی ایک صورت جس میں بے شمار لوگ بھننے ہوئے ہیں، نوٹوں کے ضمن میں

مختصر بیان ہوئی ہے۔ اس کی مزید تھوڑی سی تفصیل سنیں۔ صحیح بخاری اور مسلم میں ابن عباس اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جب کوئی شخص غلہ خریدے، اس وقت تک اس کو فروخت نہیں کر سکتا جب تک اسے اپنے قبضے میں نہ کر لے۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، اس کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ”تم دیکھتے نہیں کہ غلہ اپنی جگہ پڑا رہتا ہے اور وہ سونے کے ساتھ سونا خریدتے ہیں۔“ (۳۴)

مثلاً کوئی شخص غلہ سے بھرا ہوا ایک گودام خریدنا چاہتا ہے۔ بنک سے پوچھا اس کی قیمت کیا ہے؟ اس نے بتایا دس لاکھ روپے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ لیجیے دس لاکھ روپے۔ غلہ میرا ہو گیا۔ اب یہ غلہ اٹھاتا نہیں۔ وقتاً فوقتاً اس کا ریٹ پوچھتا رہتا ہے، ایک ماہ کے بعد پتہ چلا کہ اب اس کا ریٹ پندرہ لاکھ ہے۔ اس نے فون پر کسی پارٹی کے ہاتھ پندرہ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا۔ دس لاکھ دیا تھا ایک ماہ بعد پندرہ لاکھ لے لیا۔ غلے کا صرف نام استعمال ہوا ہے۔ یہ تجارت نہیں ہے۔ نہ اس نے کوئی چیز اٹھائی نہ فروخت کی۔ پیسے سے پیسہ خریدا۔ یہ خالص سود ہے۔ آپ دیکھیں۔ اس وقت اکثر تجارت اسی طرح ہو رہی ہے۔ اس میں صرف غلے ہی کی بات نہیں۔ کوئی بھی چیز ہو، قبضے میں آنے سے پہلے فروخت کرنی درست نہیں۔ اب اس کا نقصان دیکھیں اگر وہ

(۳۴) صحیح بخاری، البیوع، باب ما یذکر فی بیع الطعام والحکرة: ۲۱۳۲-۲۱۳۳۔
صحیح مسلم، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض: ۱۰۲۵۔

۔۔۔ اس چیز کو اپنے قبضے میں لے کر فروخت کرتا تو بہت برکت ہوتی۔ ایک تو یہ کہ وہاں اٹھانے کے بعد وہ اس چیز کو فوراً فروخت کرتا کیونکہ ہر ایک شخص کے پاس گودام نہیں ہوتا۔ مسلمانوں کے لیے چیزیں وافر بازار میں موجود رہتیں اور سستی دستیاب ہوتی۔ اب کیا ہوتا ہے۔ چیز ایک ہی جگہ پڑی ہوئی ہے۔ قیمت پر قیمت لگ رہی ہے۔ باہر سے مال آیا۔ ایک جگہ رکھ دیا گیا۔ جس نے منگوا یا تھا، اس نے منافع لے کر دس لاکھ میں بیچ دیا۔ دوسرے نے بارہ لاکھ میں بیچا۔ تیسرے دن وہی پندرہ لاکھ میں بکا۔ اب پھر امید ہے، قیمت بڑھے گی۔ چیز گودام میں پڑی رہے گی۔ روپے پر روپیہ لگتا رہے گا اور لوگ منافع کے نام پر سود کھاتے جائیں گے۔ اس سود میں بڑے بڑے متشرع لوگ گرفتار ہیں۔ دفتر میں فون رکھا ہوا ہے اور تجارت کے نام پر سود کا کاروبار کر رہے ہیں۔ کبھی نہیں سوچتے کہ ہم یہ مال جو حرام طریقے سے کما رہے ہیں، اگر آج مر جائیں تو ہمارے مرنے کے بعد اس سے فائدہ دوسرے اٹھائیں گے۔ بھلا اس سے بڑھ کر کون خسارے میں ہے جو دوسرے کی دنیا کے لیے اپنی عاقبت برباد کر لے۔

بت فروشی کی نئی صورتیں:

ایک اور حرام کاروبار سنیے، صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال مکہ میں خطاب فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ
وَالْأَصْنَامِ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ شُحُومَ الْمَيْتَةِ فَأَلْفَهَا

يُطْلَى بِهَا السُّفْنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُودُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ
فَقَالَ لَا هُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عِنْدَ ذَلِكَ قَاتَلَ
اللَّهُ الْيَهُودَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ
ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ» (۳۵)

”اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی بیع حرام کر دی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مردار کی چربیوں کے متعلق فرمائیے۔ ان کے ساتھ کشتیوں کو تیل لگایا جاتا ہے اور لوگ ان سے چراغ جلاتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں۔ وہ حرام ہیں۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو برباد کرے جب اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کی چریاں حرام کیں تو انہوں نے اسے پگھلایا، پھر فروخت کیا اور اس کی قیمت کھا گئے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ نے جو چیز حرام کی ہے، اسے فروخت کرنا بھی حرام ہے اور اس کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔ اسی طرح شراب، خنزیر اور مردار بیچنا اور ان کی قیمت کھانا بھی حرام ہے۔ بت کی قیمت سے اہل علم نے استدلال فرمایا کہ ایسی کتابیں جن میں شرک کی تبلیغ، کفر کی اشاعت ہے، انہیں بیچنا، ان کی قیمت کھانا بت فروشی کے مترادف ہے۔ یہ بت فروشی ہمارے کئی اہل حدیث بھائی بھی کرتے ہیں۔ شاید ہی کوئی مکتبہ ہو جو اس کام سے پرہیز کرتا ہو ورنہ آپ کو توحید و سنت کے علمبرداروں کے مکتبہ

(۳۵) صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب بیع المیتة والأصنام: ۲۲۳۶۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاة، باب تحريم بیع الخمر والمیتة..... الخ: ۱۰۸۱۔

سے شرک و بدعت پر مشتمل ہر کتاب ملے گی۔ امیر حمزہ کا قصہ، بی بی فاطمہ کا قصہ، عہد نامہ، گنج العرش، درود تاج، کوئٹوں کی کتاب وغیرہ۔ ان سے پوچھا جائے، آپ یہ کیا کر رہے ہیں تو کہتے ہیں بریلوی بیچتے ہیں۔ اگر ہم نہیں بیچیں گے تو لوگ ان سے جا کر لے لیں گے تو ہم کیوں نہ بیچیں۔ استغفر اللہ کتنی لغو دلیل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کافر بت بیچتے ہیں اور لوگ ان سے خریدتے ہیں تو ہم بھی بت بیچ کر وہ نفع کیوں نہ اٹھائیں بلکہ بت سازی کا کارخانہ کیوں نہ لگائیں۔ نہیں میرے بھائی! یہ بات غلط ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔ اسی طرح سگریٹ کا کاروبار حرام ہے۔ حرام چیز کا کاروبار بھی حرام ہے۔ آخر میں رسول اللہ کا فرمان سنئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص واقعی حرام سے بچنا چاہتا ہے تو اسے کیا کرنا چاہیے:

«وَعَنِ النَّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ
الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشَبَّهَاتٌ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيرٌ
مِنَ النَّاسِ فَمَنْ اتَّقَى الْمَشَبَّهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعَرْضِهِ وَمَنْ
وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ [وَقَعَ فِي الْحَرَامِ] كَرَاعٍ يَرْعَى حَوْلَ
الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمَى أَلَا وَإِنَّ
حِمَى اللَّهِ مَحَارِمَهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ
صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ
الْقَلْبُ» (۳۶)

(۳۶) صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب فضل من استبرأ لدينه۔ صحیح مسلم، کتاب المساقاة باب أخذ الحلال وترك الشبهات: ۱۰۹۹۔

”نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے تو جو شخص شبہات سے بچے گا، وہ اپنے دین اور اپنی عزت کو بچالے گا اور جو شبہات میں داخل ہو جائے گا جس طرح وہ چرواہا جو ممنوعہ چراگاہ کے ارد گرد جانور چراتا ہے، قریب ہے کہ اس میں داخل ہو جائے۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی کوئی نہ کوئی ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔ خبردار! اور جسم میں ایک ایسا گوشت کا ٹکڑا ہے کہ جب درست ہو جائے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ یاد رکھو! وہ دل ہے۔“

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حرام اور حرام کے شبہ والی چیزوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور رزق حلال پر قناعت عطا فرمائے۔ (آمین)

«وَأٰخِرُ دَعْوَانَا اِنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ»





www.KitaboSunnat.com

حرام کاروبار کی نحوست

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو دیا ہے۔

فرمایا: اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے (المومنون: ۵۱)

مومنوں کو فرمایا، ”اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے
تمہیں دی ہیں“۔ (البقرہ: ۱۷۲)

پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو بہت لمبا سفر کرتا ہے۔ سر کے بال
بکھرے ہوئے ہیں، گرد و غبار سے اٹا ہوا ہے۔ پھر ہاتھ آسمان کی
طرف پھیلا کر کہتا ہے،

اے میرے رب! اے میرے رب!

فرمایا: اس کی حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا پہننا
حرام اور اسے حرام غذا دی گئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول کی جائے۔

(مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب: ۱۰۱۵)